امجد بٹ، مری

قرآنِ عثمانی

خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ قرآن جس کی تلاوت کے وقت انہیں شہید کیا گیا تھا روس کے مشہور پیٹرز برگ (لینن گراڈ) میں محفوظ ہے یہ نسخہ وہاں کیسے پہنچا اس کی ایک بہت لمبی داستان ہے قرآن حکیم کے اس نسخے کے بارے میں انکشاف تاشقند سے عالمی زبان اسپرانتو میں چھپنے والے ماہانہ میں ایک تحقیقی مقالے میں کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ایک ازبک خاتون Dinara Hzievo اور ماہر شرقیات B.V Laniin نے لکھا ہے یہ نسخہ سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ دوئم کے زمانے میں تاشقند لایا گیا تھا۔

30 مئی 1869 کو ضلع زرفشاں (جس میں سمرقند کا روسی مقبوضہ بھی شامل ہے) کے حاکم نے اعلیٰ حکام کو ایک خط پیش کیا جس سے پتہ چلا کہ سمرقند کی ایک مسجد میں ایک ایسا قرآنی نسخہ رکھا ہوا ہے جس کا تعلق انتہائی قدیم دور سے ہے۔ روایات کے مطابق اس کا تعلق فاتح اول محمدؐ سے ہے۔ حاکم نے مزید بتایا کہ جب ہم نے سمرقند کا محاصرہ کیا تو یہ قرآنی نسخہ چھپا لیا گیا، مگر بعد ازاں اسے "مسجد خواجہ احرار" میں منتقل کر لیا گیا۔ حاکم میجر جنرل ابرامونے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ سمرقند کے لوگوں اور یہاں آنے والے غیر ملکی سیاحوں کے باعث اس قرآنی نسخے نے خصوصی عالمی توجہ حاصل کر لی۔ کچھ کٹر ملاؤں نے اسے بخارا لے جانے کا منصوبہ بنالیا جو ان کے لئے بہت آسان تھا مجھے بروقت اطلاع مل گئی لہذا اس احتیاط کے پیش نظر کہ علمی دلچسپی کی یہ بیش قیمت چیز ہمارے ہاتھوں سے لے کر کوئی فرار نہ ہو جائے میں نے میجر Serov کو ہدایات دیں کہ نتیجہ نکلنے تک اس معاملے پر گہری نظر رکھی جائے اور اگر ممکن ہو تو مسلمانوں کا دل دکھائے بغیر اس نسخے کو خرید لیا جائے۔

سارجنٹ میجر Serov کی رپورٹ کے مطابق درج ذیل باتیں سامنے آئیں۔

۱۔　یہ قرآن پاک جو ابھی تک مسجد "خواجہ احرار" میں رکھا ہوا ہے اس کی ملکیت نہیں ہے لہذا غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اسے امیر سلطنت کے خزانے میں جمع کروا دیا جائے۔

۲۔　اب اس کے رسم الخط کے باعث یہاں کے مسلمانوں اور خود مسجد کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ صدیوں پہلے اکثر قاری اسے استعمال کرتے لیکن بعد ازاں صرف مسلم سربراہان اپنے سمرقند کے دوروں کے دوران اس کی تلاوت کرتے (یاد رہے کہ پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان اسی قرآن کریم کی ایک کاپی اپنے دورۂ تاشقند سے واپسی پر پاکستان کے لئے بطور ہدیہ لائے تھے۔)

۳۔ اس قرآنی نسخے کو خط کوفی کے باعث اب کوئی نہیں پڑھ سکتا اور یہ کئی صدیوں سے یہاں بغیر استعمال کے پڑا ہے۔

۴۔ اور مذکورہ مسجد کے اماموں نے خود تجویز دی ہے کہ اگر اس (میجر Servo) کو اس کی ضرورت ہے تو وہ یہ لے جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا خط میں جنرل ابرامو لکھتا ہے کہ سمرقند میں محفوظ نسخے پر میں نے یہ مختصر نوٹ لکھا تھا کہ "میں یہ ہدایات حاصل کر رہا ہوں کہ اس قرآن کے نسخے کے ساتھ اب میں کیا کروں یعنی یہ کس کو پیش کروں یا بھیجوں" معروف ماہر شرقیات B.V. Iunin اپنی کتاب Central Asia in pre-revolutionary and Sovet Orientology مطبوعہ "Nauka" Pub: House Uzbek SSR, Tashkent 1965) میں اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

"قرآن کی دستیابی کے حالات جیسا کہ ابرامو کے خط میں بیان کئے گئے ہیں کا تعلق دل کی گواہی ایمان ضمیر پر منحصر ہے اور یہ بات بھی پیش نظر رکھی جائے کہ ابرامو خود بیان دے رہا ہے کہ روسیوں کے سمرقند فتح رنے کے وقت یہ قرآن چھپا لیا گیا تھا اور یہ واقعہ تو بعد کا ہے کہ اسے مسجد خواجہ احرار میں دوبارہ منتقل کر دیا گیا۔ جنرل ابرامو کی ان تمام وضاحتوں کے باوجود جن کے باعث اس نے یہ قرآن تلاش اور حاصل کیا اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس نے ایسا کیا ہے درج بالا خط میں حکام بالا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ اقرار کرتا ہے کہ یہ دلچسپ' اہم اور علمی چیز ہمارے ہاتھوں سے ضائع نہ ہو جائے۔

ایک بار پھر قرآن عثمانی روسی ماہر شرقیات A.L Kuhn کی تحویل میں چلا جاتا ہے۔ وہ ترکستان کے گورنر جنرل K.P. Kauffmann کے نام 21 اکتوبر 1869 کی اپنی رپورٹ لکھتا ہے :

"اس قرآن کے متعلق مذکورہ روایات کے مطابق (جو کہ مولانا عبدالجلیل اور مولانا محسن مفتی نے بیان کیں' مذکورہ مسجد میں خدمات انجام دیں اور یہ نسخہ سارجنٹ Serov کے حوالے کیا) میں عزت مآب کی خدمت میں مزید پیش رفت اور غور و فکر کیلئے پیش کرتا ہوں"

موصوف اپنے نوٹ میں مزید لکھتا ہے "قریباً چار سو برس پہلے کی بات ہے تاشقند میں ایک پیر خواجہ عبیداللہ المعروف احرار رہتے تھے ان کے والد خواجہ محمود تاجر تھے انہوں نے اپنے صاحبزادے کے عارفانہ استغراق اور مختلف ریاضتی میدان دیکھتے ہوئے انہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ عبیداللہ کی عمر کے ساتھ ساتھ عارفانہ شہرت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ 20 سال کی عمر میں وہ سلسلہ نقشبندیہ کے توحید پرست پیرو کار پیر شیخ محمدی نامی کے مرید بن گئے۔ اپنے پیر کی وفات پر خلیفہ کی حیثیت سے عبیداللہ احرار نے تمام امور اپنے ہاتھ میں لے

لئے۔ ایک دفعہ جب انہیں زندگی میں ہی جانشین پیر تسلیم کر لیا گیا۔ ان کے مریدوں کے چند گروہ حج پر گئے رواج کے مطابق ہر حاجی مختلف تبرکات، تسبیحاں اور جڑی بوٹیاں وغیرہ اپنے ہم وطنوں کو دینے کے لئے لاتا ہے۔ حج سے واپسی پر خواجہ احرار کے ایک مرید نے روم کا دورہ کیا اس وقت ریاست روم (ترکی) کا خلیفہ بہت بیمار تھا اور کوئی مقامی طبیب اس کا علاج نہ کر سکا ناامید ہو کر طبیبوں کی درخواست پر قریبی ریاستوں سے ڈاکٹر بلائے گئے۔ اسی اثنا میں روم میں چرچا ہو چکا تھا کہ ترکستان کے ایک مرید کے روحانی علاج میں بہت شفا ہے۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی اس مرید کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ احرار کے مرید کو بہت شان و شوکت سے لایا گیا جس نے کلام پاک اور عبادت کے ذریعہ خلیفہ کا علاج شروع کیا ابھی تین روز نہیں گزرے تھے کہ خلیفہ کی طبیعت سنبھل گئی اور جب وہ مکمل صحت یاب ہو گیا تو اس نے مرید کے لئے حکم دیا کہ اسے منہ مانگا انعام دیا جائے۔ لہٰذا جو چاہے مانگو "قرآنِ عثمانی" کی موجودگی کا تذکرہ کافی عرصہ تک ترکستان کے طول و عرض میں چلا آرہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ خلیفہ روم کے خزانے میں محفوظ تھا۔ مرید نے محسونِ خلیفہ سے بدلے میں اس نسخے کی فرمائش کر دی اس فرمائش نے خلیفہ کو پریشان کر دیا وہ اس نسخے کو خود سے الگ نہیں کرنا چاہتا تھا اور شاید وہ یہ فرمائش پوری نہ کرتا لیکن وزراء اور فقاء نے خلیفہ کو یہ تجویز پیش کی کہ اپنے قول سے پھرنا خلیفہ وقت کے لئے مناسب نہیں ہوگا آپ نے مرید کو انعام کے انتخاب کا حق دیا ہے، ہماری تجویز ہے کہ آج یہ نسخہ دے دیں ہم تین یا چند دنوں میں اسے واپس خرید لیں گے۔ خلیفہ نے قائل ہو کر نسخہ قرآن دینے کا حکم جاری کیا۔ قرآن الحکیم ملتے ہی مرید نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے ایک ہم وطن کے ہاتھ چپکے سے پیر احرار کے لئے روانہ کر دیا۔ وزراء نے 'جو خلیفہ سے قرآن کی واپسی کا وعدہ کر چکے تھے' مرید کی چاپلوسی شروع کر دی اور جب تیسرا روز آیا تو مرید کو نسخہ قرآن کے بدلے لاتعداد قیمتی جواہرات اور دولت کی پیش کش کی لیکن مرید نے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے درخواست پوری کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ نسخہ فوراً ہی اپنے آبائی وطن بھجوا چکا تھا۔ یہ خبر سن کر خلیفہ روم غمگین ہو گیا فوراً ہی حکم دیا گیا" ہر جگہ پیغام بھجوا کر نسخہ قرآن واپس منگوایا جائے" لیکن سب بے سود رہا۔ تین روز میں تو یہ نسخہ بہت ہی دور لے جایا جا چکا تھا۔ تلاش کے باوجود کوئی نشانات نہیں ملے۔ پہلے تو خلیفہ اس واقعہ سے بہت مایوس اور نڈھال ہو کر رہ گیا لیکن بعد ازاں اسے اپنی کسی ناانصافی کا نتیجہ اور اللہ کی رضا جان کر دل پر پتھر رکھ لیا۔ اس نسخہ قرآنی کی دستیابی کے باعث خواجہ احرار کی شہرت میں روز بروز اضافہ ہونے لگا کئی سال تک تاشقند میں یہ نسخہ انؒ کی تحویل میں رہا پھر وہ نیکی اور بھلائی کے کاموں کے لئے عازم سمرقند ہوئے جہاں انہوں نے مدرسہ، مسجد اور "قرآنِ عثمانی" جیسا عظیم ترکہ چھوڑا۔ خواجہ احرار نے 80 سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنی بنائی گئی مسجد میں دفن ہوئے ان کی اولاد کو اب پیر تسلیم کیا جاتا ہے۔

روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ قرآنی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ تاریخ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ انہیں اپنی قیام گاہ پر اس وقت بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا جب وہ اس قرآن حکیم کی تلاوت کررہے تھے مخالفین نے ہجوم کو اس جرم اور بدسلوکی کے لئے بہکایا تھا۔ اس نسخے پر آج بھی حضرت عثمانؓ کے خون کے دھبے موجود ہیں اس نسخے کی جلد پر حضرت عثمانؓ کے ہم عصروں کی تصدیق اس نسخے کے اصلی اور معلومات درست ہونے کی واضح دلیل ہے لیکن چشم دید گواہوں کی یہ تصدیق وقت گزرنے اور نسخے کے لگاتار استعمال سے مٹتی چلی گئی اور آخر کار جب جلد گندی ہوتی رہی تو رفتہ رفتہ یہ ضائع ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے لوگ ترکستان میں موجود تھے جنہوں نے اس قرآن کی جلد پر مذکورہ نقش دیکھے تھے لیکن یہ واقع تو قریباً تین سو سال پہلے کا ہے "قرآن عثمانی" 12 سو سال پرانا خیال کیا جاتا ہے جسے مقامی طور پر "کلام شریف" کہا جاتا ہے۔ سمرقند پر روسی یلغار کے فوراً بعد ماہر شرقیات A.L Kunon نے 24 ستمبر 1869 کو مسجد خواجہ احرار کے علماً (مولانا عبدالجلیل اور مولانا محسن مفتی) کے بیانات کی بنیاد پر "قرآن عثمانی" پر جو نوٹ لکھا تھا یہ اس کا اختتام ہے۔ لکھے گئے نوٹ کی کاپی پر A.L Kunon کی تحریر میں اس وقت کے سرکاری محافظ خانے سے بعد کا نوشتہ دریافت ہوا ہے جس پر لکھا ہے "قرآن عثمانی" پر نوٹس لکھنے کے بعد یہ مشہور قرآن امیر سلطنت خواجہ یحیٰ کے نمائندے کو دکھانے کا موقع ملا اس مسودے پر نظر ڈالتے ہی مرحوم نے "قرآن عثمانی کو پہچان کر اصل ہونے کی تصدیق کردی کہ یہ ان کی اپنی تحریر میں محفوظ ہے اور اس پر انہی کے خون کے دھبے ہیں۔ خواجہ موصوف نے مزید وضاحت کی کہ یہ اصل نسخہ ہے اور اس کی کاپیاں اسلامی ممالک کو بھیج دی گئی ہیں۔ بعد ازاں موصوف نے بتایا کہ علمی دولت کا یہ واحد قلمی نسخہ ہے جو تیمور کے زمانے میں سمرقند میں محفوظ کیا گیا۔ یہ قرآن Tamerlane لائبریری میں رہا اور سب سے زیادہ دیدہ زیب تھا، جسے تیمور خود لایا تھا۔ خواجہ موصوف کے یقینی بیان کے مطابق اس لائبریری کی باقی کتابیں (تیمور کی کامیابیوں کے دوران) خانہ جنگی اور خونی انقلاب میں تباہ و برباد ہوگئیں۔

24 اکتوبر 1869 کو روس کے وزیر تعلیم کے نام جنرل Kaufman نے ایک تحریر پیش کی جس میں نسخے کی دستیابی کی کہانی بیان کرنے کے بعد اسے شاہی پبلک لائبریری، پیٹرزبرگ کو تحفہ دینے کی اجازت چاہی۔ بعد ازاں یہ اجازت دے دی گئی۔ عطیے سمیت یہ نسخہ پیٹرزبرگ لائبریری میں بھیج دیا گیا۔

معروف علماً اور ماہرین شرقیات نے اس عظیم سائنسی اہمیت کے حامل "قرآنِ عثمانی" کو سراہا اور یہ تاکید کی گئی کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مسودات کے مجموعے میں کوفی رسم الخط کا یہ قرآن عظیم انفرادیت اور کامیابی کا حامل ہے۔ مکمل نمونے الگ الگ پوری دنیا میں پھیلا دیئے گئے ہیں۔ "قرآن عثمانی" اسلامی طرز تحریر کا سب سے قدیم اور قیمتی یادگار کے طور پر خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

روس میں حضرت عثمانؓ کے سلسلے میں پہلا تفصیلی مطالعہ روسی ماہر شرقیات اور مصر میں موجود روسی سفار تکار Alexi Shabunin کی کوششوں کا مرہون منت ہے جو اپنی تصنیفات Kufic Korans کے باعث خاص شہرت رکھتے ہیں۔ القرآن الحکیم کا یہ نسخہ 68x30 سینٹی میٹر سائز کے 353 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ تحریری متن 50x44 مربع انچ پر پھیلا ہوا ہے۔ سوکھے ہوئے موٹے چمڑے کو کاغذ کے طور پر استعمال کیا گیا جو کہ ایک طرف سے انتہائی ملائم اور چمکیلا ہے جبکہ دوسری طرف سے آخر پر کہیں کہیں شکن اور مسام دار ہے۔ مسودے میں 68 مقام پر حروف علت (زیر 'زبر 'پیش) مٹ چکے ہیں۔ ضائع شدہ اور پھٹے ہوئے صفحات کی جگہ ایسا کاغذ استعمال کیا گیا جو اصل چمڑے جیسا ہی لگتا ہے۔ کئی جگہ بعد میں پیوند لگائے گئے ہیں۔ یہ نسخہ خط کوفی کے واضح اور دلکش انداز میں لکھا گیا ہے جو ہر زاویئے سے برابر نظر آتا ہے کہیں سے نوکیلا یا موٹا پتلا نہیں۔ پورے مسودے میں سطروں کی یکسانیت کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔ دوران مطالعہ اس بات کا خاص مشاہدہ کیا گیا کہ یہ نسخہ قرآنی اپنی قدامت اور مسلم حیثیت کے باعث غیر معمولی توجہ کا مستحق ہے اس پر اصلاح اور بہتری کے لئے کی جانے والی نشانیاں موجود تھیں۔ کیونکہ بہت پہلے کسی کاتب نے کانٹ چھانٹ اور اصلاح کی کوشش کی تھی۔

اس قرآنی نسخے کی عمر کے پیش نظر اس کی خطاطی اور املا کی خصوصیات کا بہت تحقیقی اور تقابلی و لسانی مطالعے سے حساب لگایا گیا ہے علما اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کا زمانہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کا ہو سکتا ہے لیکن کچھ نشانیاں اس سے بھی پہلے کے زمانے کی یعنی دوسری صدی کے آغاز کی ہیں۔ اس نسخے کی دستیابی کا علاقہ اور ماخذ عراق بتایا جاتا ہے۔ یہ بیان بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ اس مسودے سے ملتا جلتا خط کوفی میں لکھا ہوا قدیم نسخہ مکہ میں رکھا ہوا ہے۔

1905 میں قرآن عثمانی کے اس نسخے کو ہو بہو پیٹرزبرگ (موجودہ لینن گراڈ) میں دوبارہ طبع کیا گیا۔ اسی وقت کا پریس لکھتا ہے "اگرچہ اس کی طباعت کاروباری مفادات سے محروم رہنے کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی تکنیکی اعتبار سے اس کی طباعت دیدہ زیب ہے لیکن اس کی اسی خوبی نے اس ارزاں 'غیر معمولی یادگار اور بڑے پیمانے پر تحقیق اور حصولی کے قابل بنادیا ہے" ترکستان میں "قرآن عثمانی" کی فروخت کے باعث حکام کو دوسرے مشرقی مسودات کی نسبت اس کی تحقیق و ترسیل کے لئے خصوصی فنڈ مختص کرنے پڑے لہذا 23 اکتوبر 1869 کو گورنر جنرل Kaufman نے زرفشاں کے ملٹری ڈسٹرکٹ کمانڈر کو تحقیق کے لئے 5 مشرقی مسودات کی کاپیاں یہ لکھ کر روانہ کیں۔ "کہا جاتا ہے کہ بخارا اور سمرقند اسلامی دنیا کے تعلیمی اور تحقیقی مراکز چلے آئے ہیں۔ ان شہروں کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ مشرقی نوادرات و مسودات کا جو مجموعہ یہاں محفوظ ہے وہ غیر معمولی نوعیت کا حامل ہے۔　　(باقی ص ۵۴ پر)